شاہنامۂ فردوسی کے انگریزی تراجم: ایک جائزہ

ڈاکٹر محمد ناصر

پروفیسر فارسی، شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ENGLISH TRANSLATION OF SHAHNAMEH FERDOWSI

A REVIEWAL STUDY

Muhammad Nasir, PhD
Professor of Persian
Department of Persian, University of the Punjab, Lahore

Abstract

Hakim Abu Al Qasim Ferdowsi, the poet of the epic of Shahnameh, is one of the most celebrated Persian poets. The Shahnameh is the longest epic poem ever created by a single poet and the national epic of Iran. Ferdowsi is one of the most influential Persian poets and the undisputed giants of all times. His work is cited as a crucial component in the persistence of Persian language, as the Shahnameh allowed much of the Persian language to remain codified and intact. In this respect, Ferdowsi surpasses all his contemporaries. The Shahnameh has been translated in many Oriental and Occidental languages. In this article, the English translations of the Shahnameh have been introduced and reviewed.

Keywords:
Ferdowsi, Shahnameh, Johann Wolfgang Goethe, Sir William Jones, Joseph Champion, James Atkinson, Samuel Robinson, Mathew Arnold.

حکیم ابوالقاسم فردوسی کو نہ صرف فارسی بل کہ دنیا بھر کے ادب میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، جدید محققین کی غالب اکثریت کے نزدیک وہ ۳۲۹ھ بمطابق ۹۴۰ء میں ایران کے صوبہ خراسان کے شہر طوس کے ایک گاؤں باژ میں ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے (ریاحی، ۴۲) اور ۴۱۱ھ بمطابق ۱۰۲۰ء میں طوس ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (دوستخواہ، الف، ۲۴)

فردوسی نے اپنی زندگی کے کئی عشرے ایرانی تاریخ کو منظوم کرنے میں صرف کر دیے۔ اس کی بے پناہ محنت و ریاضت، ان تھک کاوش، بے مثال لگن اور غیر معمولی ہمت و حوصلے کی داستان یقیناً ناقابل بیان ہے۔ سبھی محققین اب اس بات پر متفق ہیں کہ شاہنامہ ایک سے زائد بار خود شاعر ہی کے ہاتھوں مرتب ہوا۔ (شاپور شاہبازی، ۸۰) فردوسی غالباً اپنی عمر عزیز کے آخری زمانے تک اس عظیم داستان کی نوک پلک درست کرنے میں لگا رہا، جس کے نتیجے میں ایک ایسا ادبی شاہ کار وجود میں آیا، جو ہزار سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی اپنی عظمت کا سکہ جمائے ہوئے ہے۔

افسانوی داستانوں اور محققین کے دلائل سے قطع نظر فردوسی کی عظمت و ہمت بلاشبہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ شاہنامہ ایک عظیم شاعر کا لافانی شاہ کار ہے جسے اس نے اپنے لہو سے سینچا۔ شاہنامہ اپنے دور تخلیق ہی سے عوام و خواص کی توجہ کا مرکز بن گیا، جہاں اسے اہل ایران بالخصوص اہل خراسان (۱) میں بے مثال پذیرائی ملی، وہاں اس کے بہت سے مخالف بھی سامنے آ گئے۔ یاد رہے کہ فردوسی کا زمانۂ حیات وہی عہد ہے جب اہل ایران عرب تسلط اور عباسی حکومت (۷۵۰-۱۲۵۸ء/ ۱۳۱-۶۵۶ھ) کے مقابلے میں اپنی شناخت کی بقا کے لیے کوشاں تھے۔ اس ضمن میں تحریک شعوبیہ کا ذکر بے جا نہیں ہوگا۔ (۲) اس زیر زمین تحریک کا مقصد و مدعا ایرانی قوم کی شناخت، ایرانی ثقافت کی بقا اور فارسی زبان کی حفاظت تھا۔ چناں چہ شاہنامۂ فردوسی بھی غالباً ایسے ہی بے لوث ملی جذبے کے تحت تخلیق ہوا، جس کی بنیاد پر اسے مداح بھی میسر آئے اور مخالف بھی۔ البتہ شاہنامہ اپنی تخلیق کے بعد بلاتخصیص ہر دور میں لوگوں کی توجہ کا مرکز و محور بنا رہا۔

یہ بات دل چسپی سے خالی نہیں کہ فردوسی وہ پانچواں شخص تھا جس نے شاہنامہ کی تخلیق کا بیڑا اٹھایا۔ (دوستخواہ، ب، ۹۴) اس سے قبل دسویں صدی عیسوی میں مسعودی مروزی (تیسری صدی ہجری)،

ابو مؤید بلخی (چوتھی صدی ہجری)، ابو منصور محمد (چوتھی صدی ہجری) اور ابو منصور بن احمد دقیقی توسی (۹۳۵ء۔۹۷۶ء یا ۹۴۲ء۔۹۸۰ء) (چوتھی صدی ہجری) بھی شاہنامہ تخلیق کرنے کی کوشش کر چکے تھے۔(صفا، الف، ۱۶۰) ان میں سے مسعودی مروزی اور دقیقی نے منظوم جب کہ ابو مؤید اور ابو منصور نے منثور شاہنامہ لکھنے کی کوشش کی، لیکن ان چاروں میں سے نہ تو کوئی شاہنامہ کو بہ تمام کمال مرتب کر پایا اور نہ ہی ان میں سے کوئی فردوسی کی سی غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا۔

فردوسی نے ۹۷۸ء سے ۹۸۰ء کے درمیانی عرصے میں شاہنامہ لکھنے کا آغاز کیا، اور تیس برسوں کی شبانہ روز محنت کے بعد ۱۰۱۰ء میں شاہنامہ تکمیل کی منزل کو پہنچا۔

شاہنامہ یا اس کے کچھ حصے دنیا بھر کی تیس سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں، جن میں عربی، ترکی، اردو، انگریزی، روسی، فرانسیسی، جرمن، جاپانی، اطالوی، ڈینش، پولش، بلغاری، آرمینیائی اور رومانیائی زبانیں شامل ہیں۔ تقریباً ان سبھی زبانوں میں شاہنامہ یا اس کے بعض منتخب حصوں کے ایک سے زیادہ تراجم ملتے ہیں۔

شاہنامہ کا سب سے پہلا مترجم فتح اللہ بن علی بنداری اصفہانی ہے، جس نے تیرھویں صدی عیسوی میں، یعنی فردوسی کی وفات کے تقریباً دو سو سال بعد اسے ملک معظم عیسیٰ ایوبی کے حکم پر عربی زبان میں منتقل کیا۔ یہ ترجمہ سادہ و آسان عربی نثر میں ہونے کے باوجود بوجوہ زیادہ مقبول نہیں ہو پایا۔ اس کی ایک وجہ اہل عرب کی عجمی داستانوں سے بے رغبتی رہی ہوگی، اور دوسرا سبب یہ کہ نثر میں شعری محاسن کم ہی سموئے جا سکتے ہیں۔ عصر حاضر میں مصر کے ایک نہایت اہم فردوسی شناس عبدالوہاب عظام (۱۸۹۵ء۔۱۹۵۹ء) نے عرب دنیا میں شاہنامہ کو متعارف کروانے کے لیے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ یاد رہے کہ یہی عبدالوہاب عظام پاکستان میں مصر کے سفیر کے طور پر بھی تعینات رہے ہیں۔

برصغیر میں اردو زبان کی ترویج و ترقی میں فورٹ ولیم کالج کلکتہ کا کردار اہمیت کا حامل ہے، یہاں انیسویں صدی میں فارسی کے متعدد متون اردو میں ڈھالے گئے، جن میں شاہنامہ کی متعدد داستانیں بھی شامل ہیں، بالخصوص داستان رستم و سہراب تو تقریباً ہر مترجم کی اولین ترجیح رہی ہے۔

منشی مول چند دہلوی کی ادبی خدمات سے کون واقف نہیں جنھوں نے شاہنامہ کی کئی داستانوں بشمولہ داستان رستم وسہراب کو اردو میں منتقل کیا۔منشی صاحب کے علاوہ رجب علی بیگ سرور، مرزا توکل بیگ، بھگوان داس اور نذر علی نے بھی شاہنامہ کے کئی حصے اردو میں منتقل کیے۔

مغربی دنیا میں شاہنامہ کے تعارف وتراجم کا باقاعدہ آغاز اٹھارھویں صدی عیسوی میں ہوا، اس سے پہلے شاہنامہ کے عربی اور ترکی زبانوں کے تراجم ہی اہل یورپ کی دسترس میں تھے،اور پھر انیسویں صدی میں عظیم مستشرق گوئٹے(Johann Wolfgang Goethe)(۱۷۴۹ء۔۱۸۳۲ء) نے مشرقی بالخصوص فارسی ادب کو یورپ میں متعارف ومقبول بنانے میں بے مثال کردار ادا کیا۔

سر ولیم جونز(Sir William Jones) (۱۷۴۶ء۔۱۷۹۴ء) وہ پہلا عظیم انگریز مستشرق تھا،جس نے ۱۷۷۴ء میں شاہنامہ کی چند منتخب داستانوں کو انگریزی میں منتقل کیا اور فردوسی کو آٹھویں صدی قبل مسیح کے عظیم یونانی شاعر ہومر(Homes) کا ہم پلہ گردانا اور شاہنامہ کی منتخب داستانوں کے تراجم شائع کیے۔(۳) ولیم جونز کو انگریزی کے علاوہ عربی، فارسی، ترکی، پرتغالی، ہسپانوی، اطالوی اور سنسکرت پر بھی عبور حاصل تھا۔انھوں نے دستور زبان فارسی کے عنوان سے بھی ایک کتاب لکھی جو ایک عرصے تک یورپ میں خاصی مقبول رہی۔انھوں نے زندگی کا آخری حصہ کلکتہ میں گزارا،وہیں وفات پائی اور دفن ہوئے۔

۱۷۸۵ء میں ایک اور انگریز شرق شناس جوزف چیمپئن(Joseph Champion) (۱۷۵۰ء۔۱۸۱۳ء) نے شاہنامہ کے منتخب حصے انگریزی میں منتقل کیے(۴)اور جان ہے(John Hay) نے انھیں کلکتہ سے شائع کیا۔جوزف چیمپئن بیماری کے باعث شاہنامہ کا ترجمہ مکمل نہ کر پایا۔ اس کا ترجمہ داستان کیومرث سے شروع ہو کر داستان سام تک ختم ہو جاتا ہے۔جوزف نے حافظ شیرازی(۱۳۲۶ء۔۱۳۹۰ء) کی غزلیات کو بھی انگریزی میں ڈھالا۔اس نے تین کتابیں لکھیں جو پہلے پہل ہندوستان میں ہی شائع ہوئیں۔(۵) جوزف کے تراجم پر برطانیہ کے علمی جرائد میں کئی تبصرے شائع ہوئے اور انھیں خاصی اہمیت ملی۔

۱۸۱۴ء میں جیمز ایٹکنسن(James Atkinson)(۱۷۸۰ء۔۱۸۵۲ء) نے پہلے داستان رستم وسہراب کا آزاد انگریزی ترجمہ شائع کیا،وہ شاہنامہ کے مکمل ترجمے کا ارادہ بھی رکھتے تھے

لیکن داستان اسفندیار تک کا حصہ ہی مکمل کر پائے۔اس ترجمے کی خصوصیت یہ ہے کہ نثری ترجمہ ہونے کے باوجود اس کے بعض حصے شعری قالب میں ہیں جو ترجمے کو ادبی اہمیت بخشتے ہیں۔یہی تراجم ۱۸۳۲ء میں شائع ہوئے۔(٦) جیمز ایٹکنسن کے تراجم ۱۸۸٦ء میں ایک بار پھر لندن اور نیویارک سے بھی بیک وقت شائع ہوئے۔

نامور مستشرق سٹیفن ویسٹن (Stephen Weston)(۱۷۴۷ء۔۱۸۳۰ء) نے بھی ۱۸۱۵ء میں شاہنامہ کے بعض حصے انگریزی میں منتقل کیے۔(۷) سٹیفن کے تراجم میں فریدون، زال ورودابہ اور رستم وسہراب کی داستانیں شامل ہیں۔

ولیم ٹولا رابرٹسن (William Tulloh Robertson) (۱۷۹۸ء۔۱۸۳۵ء) نے ۱۸۲۹ء میں داستان رستم وسہراب کا انگریزی ترجمہ کلکتہ سے شائع کیا۔رابرٹسن کلکتہ ہندوستان میں پیدا ہوئے، جب کہ انھوں نے جنوبی افریقا کے شہر کیپ ٹاون میں وفات پائی۔

انیسویں صدی ہی میں فارسی زبان و ادب کے ایک انگریز مداح سیموئیل رابن سن (Samuel Robinson)(۱۷۹۴ء۔۱۸۸۴ء) نے ۱۸۱۹ء میں مانچسٹر کی انجمن ادب وفلسفہ کی ایک مجلس میں فردوسی پر ایک مضمون پڑھا جو اسی سال شائع بھی ہوا، بعد ازاں اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ۱۸۷٦ء میں رابن سن نے اپنے مضمون میں اضافہ کرتے ہوئے شاہنامہ کی داستان زال ورودابہ کا منظوم ترجمہ شائع کیا۔

ایک انگریز سائنسدان ٹرنر میکان (Turner Makaan) جس نے کافی عرصہ برصغیر میں گزارا تھا، فارسی ادب سے دلچسپی نے اسے شاہنامہ کے انگریزی ترجمے کی طرف مائل کیا اور یوں ۲۳۰۰ صفحات پر مشتمل ترجمہ ۱۸۲۹ء میں شائع ہوا۔

انیسویں صدی کے معروف انگریز شاعر، محقق اور استاد میتھیو آرنلڈ (Matthew Arnold) (۱۸۲۲ء۔۱۸۸۸ء) نے داستان رستم وسہراب کا آزاد انگریزی ترجمہ ۱۸۵۳ء میں شائع کیا، جس نے یورپ میں فارسی شاعری کو بالعموم اور شاہنامہ فردوسی کو بالخصوص متبول بنانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔آرنلڈ نے یہ ترجمہ خود اپنی نظموں کے مجموعے کے ساتھ لندن سے شائع کیا۔بعض کوتاہیوں کے باوجود یہ ترجمہ بے حد اہمیت کا حامل ہے۔

۱۸۷۷ء میں ایڈورڈ ہنری پالمر (Edward Henry Palmer) (۱۸۴۰ء۔ ۱۸۸۲ء) نے شاہنامہ کی ایک اور داستان "رستم و اکوان دیو" کا ترجمہ اپنی کتاب (۸) میں شامل کیا۔ اس کی اشاعت نے بھی یورپ میں فردوسی کی شناخت کے نئے دروا کیے۔

شاہنامے کے مترجمین میں ایک نہایت اہم نام ہیلن زمرن (Helen Zimmern) (۱۸۴۶ء۔۱۹۳۴ء) کا ہے، جو خود فارسی نہیں جانتی تھی لیکن اس نے تقریباً سارے کا سارا شاہنامہ انگریزی میں منتقل کر ڈالا۔ (۹) زمرن نے دراصل عظیم جرمن مستشرق جولیس موہل (Julius Mohl) (۱۸۰۰ء۔۱۸۷۶ء) کے فرانسیسی ترجمے کو بنیاد بناتے ہوئے اسے انگریزی میں منتقل کیا، جو ۱۸۸۲ء میں شائع ہوا، اور انگریزی کے مقبول تراجم میں سے ایک ہے۔

سال ۱۹۰۰ء میں ایک اور مستشرق گوتھل (J.H.Gothel) نے شاہنامہ کے منتخب حصے بیک وقت لندن اور نیویارک سے شائع کیے، اور پھر صرف دو سال بعد ۱۹۰۲ء میں لندن ہی سے مورے انتھونی پونٹر (Moray Anthony Ponter) نے داستان رستم و سہراب کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔

۱۹۰۷ء میں بیرسٹر ولیم سٹگنڈ (Barrister William Stignad) (۱۸۲۵ء۔۱۹۱۵ء) نے شاہنامہ کا ترجمہ شائع کیا، اس ترجمے کے آغاز میں فردوسی اور شاہنامہ کا تفصیلی تعارف بھی شامل ہے۔ اسی سال ایک اور پیشہ ور مترجم الیگزنڈر روجرز (Alexander Rogers) (۱۸۲۵ء۔ ۱۹۱۱ء) نے بھی شاہنامہ کا نسبتاً مکمل ترجمہ شائع کیا، جو اغلاط سے خالی نہیں ہے۔ شاہنامہ کی اہم داستانوں اور واقعات کا یہ آزاد انگریزی ترجمہ ۵۵۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ترجمے کے ابتدائی صفحات آزاد نظم کی ہیئت میں ہیں اور بعد ازاں اس کی جگہ نثر لے لیتی ہے۔ (۱۰)

شاہنامہ کا پہلا مکمل انگریزی ترجمہ دو بھائیوں کی ان تھک محنت کا شاہ کار ہے۔ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۲۵ء کے درمیان آرتھر جارج وارنز (Arther George Warner) اور ایڈمنڈ وارنز (Edmond Warner) نے شاہنامہ کا مکمل ترجمہ نو جلدوں میں شائع کیا۔ یہ نو جلدیں تقریباً ۳۶۰۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔ آرتھر وارنز نے ۱۸۶۰ء کی دہائی میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے مشرقی

زبانوں کی تعلیم پائی، اپریل ۱۹۰۳ء میں اس کی ناگہانی وفات کے باعث ترجمے کا کام چھوٹے بھائی ایڈمنڈ وارنر (پیدائش: ۱۸۵۲ء) کے سر آن پڑا، جس نے اس عظیم ذمہ داری کو بخوبی نبھایا۔ پہلی جلد کے دیباچے میں ایڈمنڈ وارنر نے ترجمے کے تعارف کے ساتھ ساتھ روش کار پر بھی روشنی ڈالی ہے۔(۱۱) حیرت ہے کہ اپنے تمام تر محاسن کے باوجود یہ ترجمہ یورپ میں زیادہ مقبول نہ ہو پایا۔

باسل نٹنگ (۱۹۰۰ء۔۱۹۸۵ء) نے دوسری جنگ عظیم اور بعد ازاں بھی ایران میں ٹائمز کے نامہ نگار کے طور پر ذمہ داریاں انجام دیں، اگرچہ باسل پر برطانوی خفیہ ایجنسی کے لیے جاسوسی کرنے کا الزام بھی لگایا جاتا ہے، اور انھیں ۱۹۵۲ء میں ڈاکٹر محمد مصدق کی حکومت نے ملک سے نکل جانے کے احکامات بھی صادر کیے لیکن ان کا داستان فریدون کا انگریزی ترجمہ خاصے کی چیز ہے۔(۱۲)

۱۹۱۲ء میں وی بی بوہرا (V.B.Bohra) نے شاہنامہ کا ایک انگریزی ترجمہ ہندوستان سے شائع کیا۔

ولیس گینڈے (Wallace Gandy) نے داستان ''زال و رودابہ'' کا انگریزی ترجمہ لندن سے ۱۹۲۵ء میں شائع کیا جب کہ شاہنامہ کی مقبول ترین داستان ''رستم و سہراب'' کا ایک اور انگریزی ترجمہ ولیم جیکسن (William Jackson) نے ۱۹۲۰ء میں شائع کیا، اسی شہرۂ آفاق داستان کو ایک بار پھر ۱۹۵۱ء میں ناتھن ہاسکل پول (Nathan Haskal Pole) نے ایک بار پھر انگریزی میں منتقل کیا۔

۱۹۶۷ء میں کیمبرج یونیورسٹی کے استاد اور معروف مستشرق پروفیسر روبن لیوی (Reuben Levy) (۱۸۹۱ء۔۱۹۶۶ء) نے شاہنامہ کا ایک سادہ اور سہل ترجمہ شائع کیا۔(۱۳) جو شاہنامہ کے معتبر تراجم میں سے ایک ہے، لیکن پروفیسر لیوی نے کئی ایک مقامات پر متن کے مکمل ترجمے کی بجائے خلاصہ دینے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

۱۹۸۷ء میں جیروم کلنٹن (Jerome Clinton) (۱۹۳۷ء۔۲۰۰۳ء) نے حماسۂ رستم و سہراب کو انگریزی میں ڈھالا۔ ۲۱۵ صفحات پر مشتمل یہ کتاب واشنگٹن یونیورسٹی سے شائع ہوئی۔(۱۴) اس کے مقدمے میں شاہنامہ کا مکمل تعارف اور اس کی تہذیبی و تمدنی اہمیت کو بڑی خوبی سے اجاگر کیا گیا ہے۔ کلنٹن نے ترجمہ کرتے ہوئے جلال خالقی مطلق اور برتھل کی مدون اشاعتوں کو بنیاد بنایا ہے۔

۱۹۹۶ء میں اس ترجمے کی دوسری اشاعت سامنے آئی، جس میں پہلی اشاعت کی خامیاں بھی ممکنہ حد تک رفع کردی گئیں۔

عظیم مغربی مستشرقین کی فہرست میں ایک نیا نام معروف برطانوی شاعر، مترجم اور ادیب ڈک ڈیوس (Dick Davis) (۱۹۴۵ء) کا ہے جنھوں نے برسوں کی محنت شاقہ کے بعد تین جلدوں میں شاہنامہ کا مکمل انگریزی ترجمہ ۲۰۰۶ء میں شائع کیا۔(۱۵) ڈک ڈیوس کیمبرج یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہیں، وہ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۸ء تک تہران یونیورسٹی میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ بعد ازاں وہ امریکا چلے گئے اور مشہور زمانہ سٹیفورڈ یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے، ان دنوں وہ امریکا ہی کی اوہایو یونیورسٹی (Ohio University) میں پروفیسر ایمریطس کے عہدے پر فائز ہیں۔ ڈک ڈیوس معاصر مغربی اور امریکی مستشرقین میں بے حد نمایاں ہیں، لیکن اس ترجمے میں بھی کئی ایک جگہوں پر مترجم نے متن سے انحراف کیا ہے اور متعدد مقامات ایسے ہیں جہاں متن کو پیش نظر رکھنے کی بجائے محض خلاصہ بیان کردیا گیا ہے۔ خود مترجم کے بقول انھوں نے تکرار سے گریز کرتے ہوئے دانستہ ایسی روش اختیار کی ہے۔ بہر حال ایک انگریزی دان قاری کے لیے ڈک ڈیوس کا ترجمہ، معیاری، عمدہ اور رواں ہے۔ خود اس کا دعویٰ ہے کہ یہ ترجمہ دانشوروں اور علمی حلقوں کی بجائے عوامی مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ ڈک ڈیوس نے ایران میں شاہنامہ خوانی کی درخشاں روایت یعنی ''نقالی'' پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ واشنگٹن پوسٹ نے ڈیوس کے ترجمے کو ۲۰۰۶ء میں سال کی بہترین کتاب (Book of the Year) بھی قرار دیا۔

انگریزی کے علاوہ جرمن، فرانسیسی اور روسی زبانوں میں شاہنامہ کے عمدہ تراجم ملتے ہیں، ان میں ژوکوفسکی (Vasily Zhukovsky) (۱۷۸۳ء۔۱۸۵۲ء) کا روسی، فریڈرچ رکورٹ (Friedrich Ruckert) (۱۷۸۸ء۔۱۸۶۶ء) کا جرمن اور جولیس موہل (Julius Von Mohl) (۱۸۰۰ء۔۱۸۷۶ء) کا فرانسیسی ترجمہ بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔

بہر حال ایک بات تو طے ہے کہ تراجم کی یہ کثیر تعداد فردوسی کی مقبولیت اور اہمیت کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے، بل کہ دنیا کی مختلف زبانوں اور ثقافتوں کے لیے اس کی بے پناہ کشش یقیناً حیران کن ہے، حتیٰ کہ ان تمام تراجم کا بھرپور جائزہ بھی آسان نہیں، گزشتہ چند برسوں میں برطانیہ کی

آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں، اور اسی طرح امریکا کی اوہائیو، سٹینفورڈ، ہاورڈ، بوسٹن اور کولمبیا یونیورسٹیوں میں شاہنامہ اور فردوسی سے متعلق متعدد تحقیقی منصوبے شروع کیے گئے ہیں، محققین کی رائے کے مطابق شاہنامہ ۱۰۱۰ء میں مکمل ہوا تھا، اسی مناسبت سے یعنی شاہنامہ کی تکمیل کے ہزار سالہ جشن کے موقع پر آکسفورڈ یونیورسٹی میں بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی گئی۔ کیمبرج یونیورسٹی میں شاہنامہ کے مصوّر قلمی نسخوں کی نمائش تقریباً چھ ماہ تک جاری رہی۔ اسی مناسبت سے ۲۰۱۰ء میں پاکستان کی قدیم ترین دانشگاہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور میں کرسی فردوسی کا قیام عمل میں آیا، یوں پنجاب یونیورسٹی جنوبی ایشیا کی پہلی دانشگاہ قرار پائی جہاں فردوسی کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے ایک تحقیقی مرکز قائم ہوا ہے۔

☆☆☆☆☆

حواشی

(۱) خراسان: خراسان ایران کا نہایت اہم اور قدیم صوبہ ہے، ماضی میں افغانستان، ترکمانستان، ازبکستان اور تاجکستان کے بعض علاقے بھی خراسان بزرگ ہی کا حصہ شمار ہوتے تھے۔ یوں سمجھ لیجیے کہ خراسان کی سرحدیں مشرق میں بدخشاں اور شمال میں دریائے جیحون تک پھیلی ہوئی تھیں۔ مختلف ادوار میں نیشاپور، مرو، ہرات اور بلخ اس کے دارالحکومت رہے ہیں۔

(۲) تحریک شعوبیہ: اسلامی عہد میں ایرانی تہذیب وثقافت اور تاریخ وتمدن کی حفاظت اور احیا کے لیے قوم پرستی پر مبنی جو تحریک چلائی گئی، وہ تحریک شعوبیہ کے نام سے مشہور ہے۔

(3) Dissertation of Eastern Poetry

(4) Poems of Ferdowsi

(5) (i) Poems, Imitated from Persian (ii) The Poems of Ferdowsi (iii) Essays on Characteristics of Persian Poetry

(6) The Shahnama of the Persian Poet Ferdousi

(7) Episodes of Shahnameh

(8) The Songs of the Reed

(9) The Epic of the Kings

(10) The Shahnamah of Ferdausi

(11) The Shahnama of Ferdausi

(12) Collected Poems

(13) The Epic of the Kings
(14) The Tragedy of Sohrab & Rustam
(15) Shahnameh, the Persian Book of Kings

منابع

(۱) دوست خواہ، جلیل (الف)(۱۳۸۴ش)شناخت نامۂ فردوسی وشاہنامہ، تہران

(۲) دوست خواہ، جلیل (ب)(۱۳۸۴ش)فرایند تکوینی حماسۂ ایران، انتشارات دفتر پژوہش ہای فرہنگی، تہران

(۳) ریاحی، محمد امین(۱۳۷۵ش)فردوسی، زندگی، اندیشہ وشعراو، تہران

(۴) شاپور شاہبازی، علیرضا(۱۳۶۵ش)زندگی نامۂ تحلیلی فردوسی، تہران

(۵) صفا، ذبیح اللہ(الف)(۱۳۶۹ش)تاریخ ادبیات درایران، جلداول، انتشارات فردوس، تہران

(۶) صفا، ذبیح اللہ(ب)(۱۳۳۳ش)حماسہ سرائی درایران، انتشارات امیر کبیر، تہران

(۷) Arnold, M (2008) Mathew Arnold's Sohrab and Rustam and Other Poems, The Echo Library, Teddington, London, UK

(۸) Atkinson, J (1832) The Shahnameh of the Persian Poet Firdausi, Parbury, Allan & Co, London, UK

(۹) Clinton, J. W (1996) The Tragedy of Sohrab and Rostam From the Persian National Epic, University of Washington Press, Washington, USA

(۱۰) Davis, D (2004) Sunset of the Empire, Mega Publishers, Washington, USA

(۱۱) Laird, E (2012) Shahnameh, The Persian Book of Kings, Frances Lincoln, London, UK

(۱۲) Rogers, A (1907) The Shahnameh of Firdausi, Champan and Hall, London, UK

(۱۳) Teignmouth, L (1806) Memories of the Life, Writings and Correspondence of Sir William Jones, Piccadilly, London, UK

(۱۴) Warner, A. G & Warner, E (2000) The Shahnameh of Firdausi, Routledge, Abingdon, Oxford, UK

(۱۵) Weston, S (1815) Episodes from the Shahnameh: On the Annals of the the Persian Kiongs, Baldwin, Cradock and Joy, London, UK

(۱۶) Zimmern, H (1883) The Epic of the Kings: Stories Retold From Firdausi, L.T. Fisher, London, UK